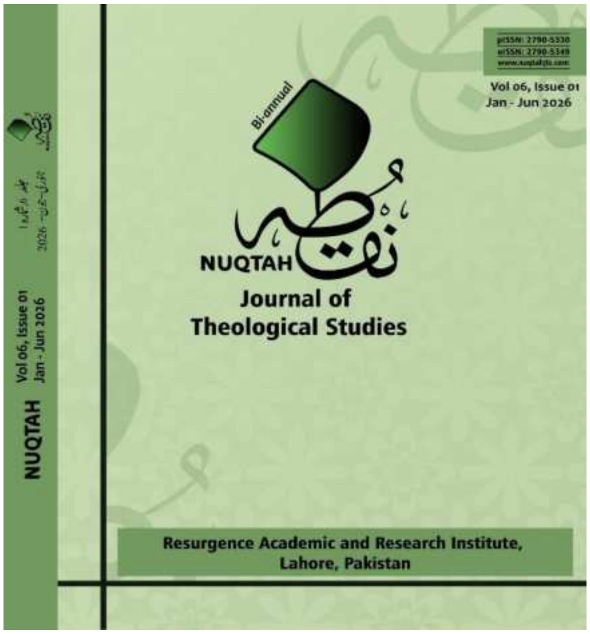

Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: English, Urdu, Arabic

p-ISSN: 2790-5330 e-ISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by:

Resurgence Academic and Research Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

حسی صفات انسانی کے معاشرے پر اثرات: قرآن و نفسیات کے تناظر میں ایک جائزہ

The Societal Impact of Human Sensory Attributes: An Analysis in the Context of the Quran and Psychology

Dr. Chakori Fozia

Department of Qur'anic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.
Email: foziak355@gmail.com

Dr. Tsawar Husain

Lecturer in Quranic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.
Email: taswar.hussain@iub.edu.pk

Published online: 21 May, 2026

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

This paper explores the dual influence of sensory (physical, emotional, and perceptual) and spiritual (faith-based, moral, and transcendent) attributes on individual and collective behavior, integrating insights from the Qur'an and modern psychology. While sensory attributes such as pleasure, pain, desire, and fear play a crucial role in shaping immediate responses and social interactions, spiritual attributes including sincerity (ikhlas), trust in God (tawakkul), patience (sabr), and moral consciousness (taqwa) provide long-term regulation of behavior, resilience, and prosocial values. From a Qur'anic perspective, human nature (fitrah) is designed to balance both dimensions, with spiritual development serving to refine sensory impulses toward constructive social outcomes. Psychologically, research on emotional regulation, delay of gratification, and meaning-making aligns with Qur'anic principles, showing that spiritually grounded individuals demonstrate lower aggression, higher empathy, and stronger community bonds. The abstract argues that societies emphasizing spiritual attributes alongside sensory awareness tend to exhibit reduced crime, stronger family structures, and greater collective well-being. Conversely, an overemphasis on sensory gratification without spiritual grounding correlates with increased anxiety, social fragmentation, and moral relativism. The paper concludes that integrating Qur'anic teachings with psychological frameworks offers a holistic model for fostering resilient, ethical, and harmonious societies.

Keywords: Sensory attributes, spiritual attributes, Qur'an and psychology, social behavior, moral development, taqwa, emotional regulation.

تعارف:

قرآن مجید ایک جامع ہدایت نامہ ہے جو انسان کی جسمانی، روحانی، اخلاقی اور معاشرتی رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن فطری نعمتوں سے نوازا ہے، ان میں حسی صفات یعنی دیکھنے، سننے، چکھنے، سونگھنے اور چھونے کی صلاحیتیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان صفات کے ذریعے انسان نہ صرف اپنی انفرادی زندگی میں شعور حاصل کرتا ہے بلکہ معاشرے میں بھی فعال کردار ادا کرتا ہے حسی اور معنوی صفات انسانی تجربے کے دو پہلو ہیں جو ہماری ارد گرد کی دنیا کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتے ہیں حسی صفات بنیادی طور پر پانچ حواس نظر، سماعت، لمس، ذائقہ اور بو سے جڑی ہوتی ہیں جو ہمیں ارد گرد کے ماحول کے بارے میں فوری طور پر اگاہ کرتی ہیں یہ صفات نہ صرف ہماری بقاء میں اہم کردار کرتی بلکہ ہماری نشو و نما، جذبات، یاداشت اور فیصلوں کو متاثر کرتی ہیں دوسری طرف روحانی یا معنوی صفات انسانی وجود کے ان پہلوں سے منسلک ہوتی ہیں جو غیر مادی ہوتے ہیں جیسے عقائد، اقدار اور زندگی کا مقصد تلاش کرنے کی خواہش حسی صفات ہمیں مادی دنیا سے جوڑے رکھتی ہیں جبکہ معنوی صفات ہمیں انسانی خود شناسی اور اپنے سے کسی بڑے سے جڑنے کی ترغیب دیتی ہیں اگر وہ صحیح راستے پر گامزن ہوں معنوی پہلو مختلف ثقافتوں میں مختلف ہوتے ہیں مگر عموماً یہ انسان کی ہمدردی، اخلاقیات اور مقصدیت کو تشکیل دیتے ہیں حسی اور معنوی صفات مل کر انسان کو ایک جامع نظریہ فراہم کرتی ہیں جہاں حسی صفات ہمیں مادی دنیا کا شعور دیتی ہیں وہیں معنوی صفات ہمیں ان تجربات کو سمجھنے، ان کے درمیان معنی اور مقصد کی تلاش میں مدد دیتی ہیں ۔

حسی صفات اور قرآن مجید:

سماعت اور قبولِ حق:

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

"الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَهُ، أُولٰئِکَ الَّذِيْنَ هَدَاهُمُ اللهُ، وَأُولٰئِکَ هُمْ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ"[1]

ترجمہ: جو بات کو سنتے اور اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی اور یہی عقل والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو کئی ظاہری و باطنی صلاحیتوں سے نوازا ہے، جن میں سمع (سننے) کی حس ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر "سمع" کا ذکر نہایت اہمیت کے ساتھ ہوا ہے، جو انسانی ہدایت، سماجی شعور اور باہمی تعلقات میں اس کے مرکزی کردار کی نشاندہی کرتا ہے۔

سماعت اور ذمہ داری:

" وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا"[2]

ترجمہ: اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہو گی۔

قرآن یہ شعور دے رہا ہے کہ انسان جو سنتا ہے وہ محض ایک غیر فعال عمل نہیں، بلکہ ایک باشعور فیصلہ ہوتا ہے جس پر اللہ کے ہاں سوال ہو گا۔[3] یہ بات معاشرتی سطح پر ہمیں یہ سمجھاتی ہے کہ جھوٹ، غیبت، بہتان یا منفی پروپیگنڈہ سننا اور اس کو آگے بڑھانا ایک سنگین اخلاقی جرم ہے، جس کا ذمہ دار ہر فرد ہے۔

سماعت اور معاشرتی استحکام:

"الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَهُ، أُولٰئِکَ الَّذِیْنَ هَدَاهُمُ اللّٰهُ، وَأُولٰئِکَ هُمْ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ"[4]

ترجمہ: جو بات کو سنتے اور اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی اور یہی عقل والے ہیں۔

اگر افرادِ معاشرہ اختلافی امور کو تحمل سے سننے کا سلیقہ سیکھ لیں، تو انتشار کی بجائے فہم و برداشت کا کلچر پروان چڑھ سکتا ہے یہ رویہ مکالمے، عدل، اور سماجی ہم آہنگی کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

سمع کا روحانی و اجتماعی فائدہ:

" وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا"[5]

ترجمہ: اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہو گی۔

سمع حق دراصل انسان کی روح کی غذا ہے، اور جب ایک معاشرہ اجتماعی طور پر کلام حق سننے اور اس پر عمل کا عادی بن جائے، تو وہاں سے فتنہ، ظلم، اور جھوٹ خود بخود رخصت ہو جاتے ہیں ان کے مطابق قرآن کا سننا اور اس پر عمل کرنا سماعت کو ایک "عبادت" بنا دیتا ہے۔[6] حسی صفت "سمع" معاشرے کے ہر فرد کو شعور، ذمہ داری اور حق و باطل کی پہچان کی طاقت دیتی ہے اگر افرادِ معاشرہ سننے کے عمل کو ایک شعوری، اخلاقی اور فکری فریضہ سمجھیں، تو معاشرہ باہم ربط، برداشت اور سچائی کے اصولوں پر قائم ہو سکتا ہے ہمارے مفسرین کی تفسیری آراء اس بات پر متفق ہیں کہ سمع محض حسی عمل نہیں بلکہ ہدایت کا دروازہ ہے۔

بصارت اور مشاہدہ حقائق:

"وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ"[7]

"اور خدا ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور اس نے تم کو کان اور آنکھیں اور دل (اور اُن کے علاوہ اور) اعضا بخشے تاکہ تم شکر کرو"

"قُلْ هُوَالَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ"[8]

" کہو وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم کم احسان مانتے ہو"

بصر انسان کو مشاہدے کی صلاحیت عطا کرتی ہے، جس کی بنیاد پر وہ اشیاء، مظاہر، حرکات و سکنات کو دیکھ کر سیکھتا اور فیصلہ کرتا ہے۔ معاشرتی سطح پر یہ مشاہدہ انسانوں کے باہمی تعلقات، سماجی معاملات اور انصاف پسندی کو پروان چڑھاتا ہے۔

بصر اور بصیرت کی ترقی:

اسلامی تعلیمات کے مطابق صرف ظاہری بینائی کافی نہیں، بلکہ بصارت کو بصیرت میں بدلنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ انسان دی کھ کر غور و فکر کرے ایک باشعور معاشرہ وہی ہوتا ہے جو مشاہدات کو فہم و شعور میں بدل سکے جس کے ذریعہ انسان اللہ کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر ایمان میں پختگی حاصل کرتا ہے بصر کا مقصد محض دیکھنا نہیں بلکہ "عبرت و نصیحت" حاصل کرنا ہے۔

اخلاقی و سماجی احتساب:

بصارت کے ذریعے انسان نہ صرف دوسروں کے اعمال دیکھتا ہے بلکہ اپنی حرکات و سکنات کا بھی جائزہ لیتا ہے۔ معاشرتی نگرانی، احتساب، اور شرم و حیاء کا ایک بڑا ذریعہ بھی یہی بصر ہے بصر صرف حسی عمل نہیں بلکہ فکری عمل کا آغاز ہے دیکھنے کے بعد غور و فکر کا مرحلہ آتا ہے، جس سے معاشرے میں تدبر، فہم و شعور اور ترقی پیدا ہوتی ہے۔

چکھنا (ذائقہ):

قوت شامہ ایک ایسی حس ہے جس سے انسان کسی بھی چیز کا ذائقہ اور لذت محسوس کرتا ہے اس کا تعلق سونگھنے کی حس سے بھی جڑا ہے اگر کسی بیماری یا کسی اور وجہ سے ناک بند ہو تو کسی بھی چیز کا ذائقہ معلوم نہیں ہوتا ہے قرآن پاک اور حدیث مبارکہ نے اس حس کو اپنے انداز سے بیان کیا ہے ارشاد ربانی ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا"[9]

"جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ چکھتے) رہیں بے شک خدا غالب حکمت والا ہے"۔

رب کریم سورہ المائدہ میں فرماتے ہیں:

" ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ"[10]

"تاکہ اپنے کام کی سزا (کا مزہ) چکھے۔

ذوق (چکھنے کی حسی صفت) کے معاشرتی اثرات:

ذوق، یعنی چکھنے کی صلاحیت، انسان کی بنیادی حسی صفات میں سے ایک ہے۔ قرآن مجید میں اگرچہ ذوق کا ذکر سماعت و بصارت کے مقابلے میں کم ہے، لیکن اس صفت کے معاشرتی، اخلاقی اور تہذیبی اثرات بھی اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ذوق صرف کھانے پینے کی صلاحیت نہیں بلکہ اس کا تعلق طہارت، صحت، تہذیب، حلال و حرام کی تمیز، اور معاشرتی رویوں سے بھی ہے۔

قرآن مجید میں ذوق کا تصور:

قرآن کریم نے "ذوق" کو بعض مقامات پر جسمانی احساس کے طور پر اور بعض مقامات پر اخلاقی و عذاب کے تجربے کے طور پر بیان کیا ہے۔ قرآن پاک میں چکھنا صرف زبان سے نہیں بلکہ مکمل حسّی اور باطنی احساس کی طرف اشارہ ہے۔

ذوق اور خوراک میں تہذیبی و دینی شعور:

انسان کا ذوق کھانے پینے کی اشیاء کے انتخاب کو متاثر کرتا ہے، اور یہی انتخاب اس کی معاشرتی شناخت، طبقاتی پہچان، اور دینی شعور کا مظہر بنتا ہے حلال و حرام کی تمیز: ایک مسلمان کے لیے کھانے کی اشیاء کا انتخاب قرآن و سنت کے احکام کے تحت ہوتا ہے۔ ذوق کی اصلاح اس انتخاب کو شریعت کے مطابق بناتی ہے۔

ذوق اور معاشرتی ہم آہنگی:

مشترکہ خوراک و ذائقہ:

مختلف اقوام اور طبقات کا ذوق معاشرتی میل جول، بین الثقافتی ہم آہنگی، اور مہمان نوازی کی بنیاد بنتا ہے غذا میں رواداری کسی کے ذوق کا احترام کرنا معاشرتی عزت، وسعت ظرفی، اور بین المذاہب و بین الطبقات رواداری کی علامت ہے۔

ذوق اور صحتِ عامہ:

جب معاشرہ صحت بخش خوراک کے ذوق کو فروغ دیتا ہے تو جسمانی و دماغی صحت بہتر ہوتی ہے، جس سے افراد معاشرے میں مثبت، فعال، اور متوازن کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس فاسٹ فوڈ، مصنوعی ذائقے، اور بے اعتدالی صحت کی خرابی، بدہضمی، اور غصے جیسے رویوں کو جنم دیتی ہے۔

چھونا (جلد):

جلد کا سب سے اہم کام تمام قسم کے چھونے، گرم سرد، اور درد کو محسوس کرنا ہے جلد کی سطح پر ہزاروں نقاط ہوتے ہیں جہاں سے محسوسات کی ابتداء ہوتی ہے ان نقاط کے نمبرز سینٹی میٹرز کے حساب سے مختلف ہوتی ہے ان میں سے بہت سے انگلیوں کی پوروں پر موجود ہوتے ہیں محسوسات ان ان نقاط کے ذریعے فائبرز کی طرف حرکت کرتی ہیں اور مرکزی نروس سسٹم تک پہنچ جاتی ہیں جہاں یہ پہچانی اور محسوس کی جاتی ہیں اس بات کا واضح ذکر کیا جاتا ہے کہ محسوسات جلد کے ذریعے جسم کے دوسرے حصوں تک پہنچائی جاتی ہیں شیخ زندانی لکھتے ہیں کہ لوگ سمجھتے تھے کہ انسانی جسم اس جگہ درد محسوس کرتا ہے جہاں چوٹ لگتی ہے لیکن ایڈوانس اناٹومی نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ درد جلد محسوس کرکے جسم کے دوسرے حصوں تک پہنچاتی ہے اور جسم کے تمام حصے درد محسوس نہیں کرتے ہیں اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

"اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا"[11]

"جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ چکھتے) رہیں بے شک خدا غالب حکمت والا ہے"

ایسی آیات کی وجہ سے کافر کہتے ہیں کہ جہنم کی آگ ہماری جلد کو کیسے جلائے گی اور یہ سب کیسے ہوگا؟ کفار کے پاس ایسی کوئی آیت نہیں جو انکے اس سوال کا جواب دے سکے اس لیے وہ مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں کی آپ لوگ ہمیں آگ سے ڈراتے ہو آگ ہماری جلد کو جلائے گی اور ہم اس میں ہمیشہ رہیں گے اسکا جواب رب العالمین اس کا جواب وحی کے ذریعے دیتے ہیں جو ان نہ ماننے والوں کے لیے ایک وارننگ ہے رب العالمین فرماتے ہیں:

"سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ"[12]

"ہم عنقریب ان کو اطراف (عالم) میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ (قرآن) حق ہے۔ کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز سے خبردار ہے"

حدیث پاک میں بھی جلد کے احساسات کے بارے بیان کیا گیا ہے فرمان نبوی ﷺ ہے:

رأيتُ النَّبيَّ ﷺ يضعُ إبهامَه على أُذنِه وأُصبُعَه الدَّعّاءَ على عينِ ليودُ أهلُ العافيةِ في الدُّنيا يومَ القيامةِ أن جلودَهم قُرِضت بالمقاريضِ في الدُّنيا لما يَرونَ من ثوابِ أهلِ البلاءِ" الراوي: جابر بن عبدالله"[13]

جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنا انگوٹھا اپنے کان پر اور انگلی اپنی آنکھ پر دعا کے لیے رکھتے تھے۔ قیامت کے دن دنیا میں عافیت پانے والے لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش اس دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں سے کاٹ دی جاتیں کیونکہ وہ مصیبت زدہ لوگوں کا اجر دیکھیں گے"

حسی صفت لمس کے معاشرتی اثرات:

لمس یعنی چھونے کی حس انسان کی ان بنیادی حسی صلاحیتوں میں سے ہے جن کے ذریعے وہ نہ صرف اپنے ارد گرد کی اشیاء کا فطری تجربہ کرتا ہے بلکہ معاشرتی و اخلاقی تعلقات کی بنیادیں بھی قائم کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اگرچہ "لمس" کا ذکر محدود و انداز میں کیا ہے، تاہم اس کے اثرات انسانی نفسیات، اخلاقیات اور معاشرت پر گہرے ہیں۔

معاشرتی پاکیزگی اور لمس:

"لمس" کا غلط یا بے احتیاط استعمال قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق فتنہ، بے حیائی، اور حرام تعلقات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس کے برعکس شریعت کے دائرے میں رہ کر لمس کا استعمال (جیسے شادی شدہ تعلقات، بچوں کی پرورش، بیمار کی تیمارداری) معاشرتی ہمدردی، محبت، اور سکون کا ذریعہ بنتا ہے۔ امام ابو حامد الغزالیؒ (1058–1111) نے اپنی مشہور تصنیف "احیاء علوم الدین" میں انسانی حواس اور خاص طور پر "لمس" کے روحانی و اخلاقی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے وہ لکھتے ہیں "ان کا استعمال اگر حدودِ شریعت سے تجاوز کر جائے تو وہ دل کی بیماری کا سبب بنتے ہیں"۔[14]

لمس اور سماجی روابط:

معاشرت میں لمس کی اہمیت جذباتی اور نفسیاتی حوالوں سے بھی بہت گہری ہے والدین اور بچوں کا لمس: بچوں کے جذباتی استحکام میں والدین کی محبت بھری چھوٹی چھوٹی جسمانی حرکات (جیسے گلے لگانا، ہاتھ تھامنا) انتہائی مثبت اثر رکھتی ہیں۔ نامحرم سے لمس کی ممانعت: اسلامی معاشرت میں غیر محرم کو چھونے سے مکمل اجتناب کا حکم دیا گیا ہے تاکہ فتنے اور بداعتمادی سے بچا جا سکے۔

"انسانی فطرت میں جبلّتاً معاشرتی روابط کی حاجت ہے، اور ان روابط میں جسمانی قربت (جیسے مصافحہ، معانقہ، ہاتھ پکڑنا) روحانی انس اور اجتماعی ہم آہنگی کو تقویت دیتے ہیں"[15]

سونگھنا:

قرآن مجید میں سونگھنے (حسِ شامہ) کے متعلق براہ راست کوئی جامع آیات نہیں ہیں، لیکن کچھ واقعات میں اس حس کا ذکر ملتا ہے، جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قصے میں۔ ان آیات میں "سونگھنے" کا ذکر ایک خاص معنوی اور جذباتی پس منظر کے ساتھ آتا ہے:

وَلَمَّا فَصَلَتِ ٱلۡعِيرُ قَالَ أَبُوهُمۡ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَۖ لَوۡلَآ أَن تُفَنِّدُونِ"[16]

"اور جب قافلہ روانہ ہوا تو ان کے والد نے کہا: بے شک مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے، اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ سمجھو"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو سونگھنے کی حس کے ذریعے حضرت یوسف علیہ السلام کی موجودگی کا احساس دلایا۔

حسی صفت شُم (سونگھنے) کے معاشرتی اثرات:

شُم (سونگھنے) کی حسی صلاحیت بظاہر ایک سادہ عمل ہے، مگر یہ انسان کی جسمانی صحت، نفسیاتی کیفیت، روحانی شعور اور معاشرتی طرزِ زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ مسلم مفکرین اور اطباء نے اسے نہ صرف ایک حسی عضو کے طور پر بلکہ ایک ماحولیاتی، اخلاقی اور تہذیبی قدر کے طور پر بھی بیان کیا ہے۔ "سونگھنے کی حس مزاج، فضا، اور بیماری کے امکان کی نشان دہی کرتی ہے، اور یہ صحت، نفسیات اور معاشرتی تحفظ کا ذریعہ ہے"[17]

شُم اور تہذیبِ معاشرہ:

معاشرہ جس قدر خوشبو اور صفائی کی قدر کرتا ہے، اتنا ہی زیادہ تمدن یافتہ اور اخلاقی طور پر مہذب ہوتا ہے ماحول، عادت، اور تہذیب میں ربط پیدا ہوتا ہے"[18] خوشبو تہذیب اور طہارت کی علامت ہے جبکہ بدبو تمدنی بگاڑ کی نشانی ہے"[19]

حسی صفات کے معاشرے پر اثرات:

انسانی جسم اللہ تعالی کی ایک عظیم تخلیق ہے جو نہ صرف فرد کی شناخت کا ذریعہ ہے بلکہ معاشرتی زندگی میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے حسی صفات جیسے بینائی، سماعت، گویائی، حرکت واحساس، انسانی شخصیت کی تعمیر، علم کے حصول، سماجی روابط، اخلاقی ذمہ داریوں اور مذہبی فرائض کی ادائیگی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اس سے مراد وہ صلاحیتیں اور اعضاء ہیں جو انسان کو محسوس کرنے، سمجھنے اور ردِ عمل ظاہر کرنے کے قابل بناتے ہیں ان میں پانچ حسیات (بصر، سمع، لمس، ذوق، شامہ) کے ساتھ ساتھ حرکات، جسامت، صحت و تندرستی، جسمانی طاقت اور ساخت شامل ہیں۔ درج ذیل نکات اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ انسانی جسمانی صفات کس طرح فرد اور معاشرے کے رویّوں، ترقی اور نظم و ضبط پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

حسی صفات اور سماجی تفاعل:

انسانی حسی صلاحیتیں سماجی تعلقات کے قیام میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں مثلاً گویائی کے بغیر فرد اپنی بات دوسروں تک مؤثر طریقے سے نہیں پہنچا سکتا بینائی و سماعت سماجی علامتوں کو پہچاننے، ہمدردی، تعلیم اور مکالمہ میں معاون ہوتی ہیں حرکت و چال سے فرد اپنے فرائض ادا کرتا اور دوسروں کی مدد کر سکتا ہے معذوری کی صورت میں افراد کو معاشرتی چیلنجز کا سامنا ہوتا ہے جس سے ان کی خود اعتمادی، معاشی حیثیت اور شمولیت متاثر ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک صحت مند جسم ایک متحرک معاشرہ کی بنیاد رکھتا ہے۔

حسی صفات کا تعلیمی و فکری ترقی پر اثر:

حواسِ خمسہ علم کے حصول کی اولین سیڑھیاں ہیں جدید سائنس اور نفسیات بھی اِس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ بصری اور سمعی محرکات سیکھنے کے عمل میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں[20] حسی صفات نہ صرف فرد کی شناخت اور تجربے کا ذریعہ ہیں بلکہ پورے معاشرے کی تعمیر و ترقی، ہم آہنگی اور ثقافتی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کی درست رہنمائی اور استعمال سے ایک باشعور، متوازن اور ہمدرد معاشرہ قائم ہو سکتا ہے قرآن مجید میں بارہا سماعت، بصارت اور فواد کا ذکر آیا ہے۔

"وَاللهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ أُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْن"[21]

ترجمہ: اور خدا ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور اس نے تم کو کان اور آنکھیں اور دل (اور اُن کے علاوہ اور) اعضا بخشے تاکہ تم شکر کرو۔

یہ آیت اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ جسمانی حواس علم کے دروازے کھولتے ہیں انسان کی حسی صفات کے استعمال پر زور دیتی ہے کہ اگر ان کو حق کی تلاش میں استعمال نہ کیا جائے تو یہ بیکار ہو جاتی ہیں۔

حسی صفات اور اخلاقی و مذہبی ذمہ داریاں:

نماز، روزہ، حج جیسے عبادات جسمانی صحت کے بغیر مکمل ممکن نہیں ہوتی ہیں انسان کا ظاہری طرزِ عمل اس کی باطنی صفات کی ترجمانی کرتا ہے حدیثِ نبویؐ ہے:

"المؤمن القوي خيروأحب إلى الله من المؤمن الضعيف"[22]

معاشرتی عدل و مساوات میں جسمانی صفات کا کردار:

معذور افراد کے حقوق کی پاسداری، ان کے لیے تعلیم و روزگار کے مساوی مواقع مہیا کرنا ایک مہذب معاشرے کی نشانی ہے معاشرہ جب حسی معذوری (جیسے نابینا یا بہرہ افراد) کو سمجھے اور ان کے لیے سہولیات فراہم کرے، تو شمولیتی بن جاتا ہے[23]، جو معاشرتی عدل و انصاف کی علامت ہے اسلامی تعلیمات میں معذور افراد کو عزت و احترام دینا، ان کی مدد کرنا اور انہیں معاشرتی دھارے میں شامل رکھنا فرض قرار دیا گیا ہے۔

جدید دور میں حسی صفات کا معاشی و تکنیکی پہلو:

دورِ حاضر میں صحت مند جسم، معاشی ترقی، پیشہ ورانہ کارکردگی، اور پروڈکٹیویٹی میں اہم کردار ادا کرتا ہے جسمانی تندرستی کے شعبے جیسے فٹنس انڈسٹری، میڈیکل سائنس، فزیکل تھراپی وغیرہ نے معاشرتی ڈھانچے میں نئی جہتیں پیدا کی ہیں سونگھنے، چکھنے اور دیکھنے جیسی صفات فنونِ لطیفہ، دستکاری، اور کھانوں کی پہچان میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ معاشرے کی ثقافت کا بڑا حصہ انہی حسی تجربات پر مشتمل ہوتا ہے۔

حسی صفات کے معاشرے پر اثرات معاشرتی تناظر میں:

حسی صفات کا نفسیاتی پس منظر:

نفسیات کے مطابق تمام علم و شعور کی بنیاد انسان کی حسیات پر قائم ہے ولیم جیمز کے مطابق "حواسِ خمسہ وہ دروازے ہیں جن کے ذریعے شعور دنیا میں داخل ہوتا ہے"[24] جین پیاجے نے بچوں کی ذہنی ترقی کو حسی محرکات کے ساتھ جوڑا جس میں ابتدائی مرحلے کو حسی حرکی مرحلہ قرار دیا ہے[25] بینائی فرد کو اپنے ماحول کو سمجھنے، سیکھنے، اور ردِ عمل ظاہر کرنے کے قابل بناتی ہے سماعت مکالمہ، سیکھنے اور جذباتی روابط کے قیام میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے لامسہ، شامہ اور ذائقہ جذباتی ردِ عمل، یادداشت، اور جسمانی سلامتی میں کردار ادا کرتے ہیں

حسی صفات نفسیاتی تناظر میں:

حسی صفات جیسے بصارت، سماعت، لمس، چکھنا اور سونگھنا، نہ صرف جسمانی بلکہ نفسیاتی لحاظ سے بھی انسان کی شخصیت، سلوک اور ذہنی کیفیتوں میں گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ نفسیاتی تناظر میں ان صفات کا مطالعہ انسان کی ذہنی نشوونما، جذباتی توازن اور معاشرتی رویوں کو سمجھنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ درج ذیل میں حسی صفات کو نفسیاتی نقطۂ نظر سے بیان کیا جا رہا ہے۔

بصارت اور نفسیات:

بصارت صرف دیکھنے کا عمل نہیں بلکہ شعور، توجہ اور یادداشت سے بھی گہرا تعلق رکھتی ہے۔ بصری محرکات فرد کی توجہ مرکوز کرنے چیزوں کو پہچاننے، اور سیکھنے کے عمل میں مدد دیتے ہیں نفسیاتی تحقیق کے مطابق بصری معلومات کا 80% حصہ سیکھنے میں استعمال ہوتا ہے رنگوں اور مناظر کا اثر انسان کے جذبات، مزاج اور فیصلوں پر بھی پڑتا ہے "بصارت اگر بصیرت کے ساتھ جڑ جائے تو انسان اپنے رب کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اپنی ہستی کی حقیقت کو جان لیتا ہے۔"۔

سماعت اور جذباتی تاثر:

سماعت صرف آواز سننے کا عمل نہیں بلکہ اس کے ذریعے انسان باتوں کی معنویت، لہجے، اور جذبات کو محسوس کرتا ہے صوتی اشارے انسان کے ذہنی دباؤ، اعتماد اور اضطراب کو متاثر کرتے ہیں ماہرین نفسیات کے مطابق مثبت آوازیں (مثلاً پرندوں کی چہچہاہٹ، موسیقی) ذہنی سکون کو فروغ دیتی ہیں، جب کہ شور اضطراب اور چڑچڑاہٹ کا سبب بنتا ہے """سماعت کا عمل محض سننا نہیں بلکہ اس میں غور، فکر اور عمل شامل ہے۔ سننے کی صلاحیت اگر تربیت یافتہ ہو تو انسان غلط اور صحیح کے درمیان فرق کر سکتا ہے"

لمس اور تعلقات:

لمسی حس انسان میں تعلق، پیار اور ہمدردی کے جذبات کو فروغ دیتی ہے جسمانی رابطہ جیسے مصافحہ، گلے لگانا یا ہاتھ تھامنا، اعتماد اور تعلق کے احساس کو تقویت دیتا ہے بچوں کی نفسیاتی نشوونما میں لمس کا کردار انتہائی اہم ہے کیونکہ محبت بھرے لمس سے انہیں تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔[26]

چکھنے کی حس اور نفسیاتی کیفیت:

خوراک کا ذائقہ نہ صرف جسمانی بلکہ جذباتی سکون سے بھی منسلک ہے نفسیاتی تحقیق کے مطابق کچھ ذائقے (جیسے میٹھا) خوشی اور اطمینان کے جذبات کو بڑھاتے ہیں، جب کہ کڑوا ذائقہ بعض اوقات منفی جذبات یا خبردار کرنے والے احساسات کو جنم دیتا ہے کھانے کی عادات اور ذوق انسان کے مزاج، یادداشت اور ماضی کے تجربات سے بھی جُڑے ہوتے ہیں۔[27]

سونگھنے کی حس اور یادداشت:

سونگھنے کی حس کا تعلق دماغ کے اُس حصے سے ہوتا ہے جو جذبات اور یادداشت کو کنٹرول کرتا ہے خوشبوئیں انسان کے ماضی کی یادوں کو جگاتی ہیں اور مختلف جذبات کو اُبھارتی ہیں۔ خوشبو تھراپی نفسیاتی علاج کا ایک مؤثر ذریعہ مانی جاتی ہے جو ذہنی سکون، بے چینی اور ڈپریشن کے علاج میں استعمال ہوتی ہے۔[28]

نفسیاتی اعتبار سے حسی صفات انسانی شخصیت کی تشکیل، جذباتی توازن، سیکھنے، تعلقات اور رویوں میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ ایک صحت مند اور متوازن شخصیت کی تعمیر کے لیے ان حسیات کی مناسب پرورش اور ان سے جُڑی نفسیاتی جہات کو سمجھنا ضروری ہے مفکرین اور مفسرین نے انسانی حسی صفات کو صرف جسمانی صلاحیت نہیں سمجھا، بلکہ اسے روح، شعور اور شخصیت کے تربیتی پہلو کے طور پر دیکھا ان کے نزدیک یہ صفات تربیتِ نفس، تزکیۂ قلب اور معاشرتی شعور کے لیے نہایت اہم ہیں۔

حسی صفات کے معاشرے پر مثبت نفسیاتی اثرات:

انسانی شخصیت کی تعمیر میں جہاں عقل، جذبات اور معاشرتی عوامل اہم ہیں، وہیں حسی صفات انسان کی فطری اور نفسیاتی نشوونما کا بنیادی ذریعہ ہیں انسان کے حواسِ خمسہ بینائی، سماعت، ذائقہ، شامہ، اور لامسہ صرف معلومات حاصل کرنے کا وسیلہ نہیں بلکہ جذباتی استحکام، سماجی ہم آہنگی، اور ذہنی صحت کے لیے بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں حسی صفات انسانی شخصیت کی تعمیر اور معاشرتی ہم آہنگی کا بنیادی ستون ہیں حسی محرومی یا اضافیت نہ صرف فرد کے ذہن پر اثرانداز ہوتی ہے بلکہ وہ معاشرتی فاصلوں اور ذہنی بیماریوں کا باعث بھی بنتی ہے جب معاشرے کے افراد حسی کمزوری کا شکار ہوں اور ان کے لیے معاون ماحول فراہم نہ کیا جائے تو سماجی تناؤ، تفریق، محرومی اور غیر مساوی سلوک فروغ پاتے ہیں۔

ذہنی صحت وجذباتی توازن میں کردار:

حسی صفات انسانی دماغ اور نفسیات کو مختلف طریقوں سے تقویت دیتی ہیں[29] بینائی خوبصورتی، رنگ، روشنی اور فطرت کا مشاہدہ انسان میں اطمینان، امن اور روحانی سکون پیدا کرتا ہے مثلاً فطری مناظر دیکھنا تناؤ کو کم کرتا ہے پرسکون آوازیں، تلاوت، نعت یا موسیقی سننا ذہنی دباؤ کو کم کرتا ہے قرآن کی تلاوت سننے سے دماغی ارتکاز، نیند اور جذباتی سکون میں اضافہ ہوتا ہے کسی کا ہاتھ تھامنا، گلے لگانا یا ہمدردی سے ہاتھ رکھنا جذباتی قربت، اعتماد اور اطمینان پیدا کرتا ہے جو سماجی ہم آہنگی کی بنیاد ہے خوشبوئیں اور ذائقے یادداشت، خوشی، اور ماضی کی مثبت یادوں سے جڑے ہوتے ہیں، جو ذہنی طمانیت کا باعث بنتے ہیں۔

حسی صفات اور سیکھنے کی صلاحیت میں اضافہ:

بچوں اور بڑوں دونوں کے لیے سیکھنے کا عمل زیادہ مؤثر ہوتا ہے جب وہ حسی تجربات سے جڑا ہو بینائی + سماعت: ویژوئل اور آڈیو مواد سے سیکھنے کے عمل میں دلچسپی اور ذہنی ارتکاز بڑھتا ہے مخلوط حسی سیکھ بینائی + سماعت ویژوئل اور آڈیو مواد سے سیکھنے کے عمل میں دلچسپی اور ذہنی ارتکاز بڑھتا ہے[30] یہی وجہ ہے کہ تعلیم میں ویژوئل اور آڈیو مواد سے سیکھنے کے لیے شامل کیا جاتا ہے تعلیمی، طبّی، اور مذہبی سطح پر حسی تجربات کو مثبت طور پر استعمال کرنے سے فرد اور معاشرے دونوں میں بہتری ممکن ہے۔

معاشرتی ہم آہنگی وروابط کی مضبوطی:

سماعت و گویائی کے ذریعے مکالمہ، مشورہ، تسلی اور اظہارِ خیال ممکن ہوتا ہے، جو معاشرتی رشتوں کو مضبوط کرتا ہے لامسہ جیسے مصافحہ، گلے ملنا، ہاتھ تھامنا یہ سب اعتماد، اخلاص اور دوستی کو فروغ دیتے ہیں بینائی کے ذریعے چہرے کے تاثرات اور اشارے سمجھنا، ہمدردی، رواداری اور باہمی احترام کو فروغ دیتا ہے حسی صفات صرف علم کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ انسان کی نفسیاتی خوشی، ذہنی سکون، اور معاشرتی ہم آہنگی کا ذریعہ ہیں

حسی صفات اور خوشی:

جدید نفسیات اور نیورو سائنس کے مطابق خوشبوئیں ڈپریشن اور بے چینی کو کم کرنے میں مدد دیتی ہیں قدرتی روشنی، سبزہ، پرندوں کی آوازیں دماغی کیمیکلز کو متوازن رکھتی ہیں انسان جب کسی خوشگوار حسی تجربے سے گزرتا ہے تو اس کا مزاج، رویہ اور فیصلہ سازی بہتر ہوتی ہے حسی صفات کے مثبت استعمال سے ایک ایسا معاشرہ جو حسی صفات کی قدر کرتا ہے، وہ زیادہ پرامن، مربوط، اور خوشحال ہوتا ہے۔

حسی صفات کے معاشرے پر منفی اثرات:

انسانی شخصیت کی تعمیر میں حسی صفات (بصارت، سماعت، لمس، چکھنا، سونگھنا) بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ جب یہ صفات غیر اخلاقی، غیر متوازن یا منفی ماحول میں نشوونما پائیں، تو نہ صرف فرد بلکہ پورا معاشرہ اخلاقی زوال، ذہنی اضطراب اور تعلقاتی بحران کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس مضمون میں ان حسی صفات کے منفی نفسیاتی اثرات کا معاشرتی سطح پر تجزیہ کیا گیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حسی انحراف صرف فرد کا نہیں بلکہ ایک اجتماعی المیہ بن جاتا ہے۔

بصارت کے منفی معاشرتی اثرات:

بصارت کے ذریعے انسان جو دیکھتا ہے، وہ اس کے فہم، فکر اور رویے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب معاشرہ فحش مناظر، اشتہاری ثقافت، اور ظاہری نمود و نمائش پر مرکوز ہو جائے تو فرد میں حسد، جلن، مادہ پرستی اور احساسِ کمتری جنم لیتی ہے معاشرتی سطح پر بڑھتی ہوئی جنسی بے راہ روی، ازدواجی تعلقات میں بگاڑ، اور نوجوانوں میں غیر حقیقی توقعات پیدا ہوتی ہیں نفسیاتی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ مسلسل "سوشل میڈیا اسکرولنگ" اور غیر اخلاقی مواد دیکھنے والے افراد میں بے چینی، ڈپریشن اور توجہ کی کمی کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔[31]

سماعت کے منفی معاشرتی اثرات:

معاشرہ اگر لغو گفتگو، غیبت، بے ہودہ موسیقی، اور شور سے بھرا ہو، تو سماعت نفسیاتی طور پر تباہ کن ثابت ہوتی ہے افراد میں چڑچڑاپن، ذہنی تھکن، اور منفی سوچوں کا غلبہ ہوتا ہے اجتماعی رویہ زہریلا ہو جاتا ہے جس سے باہمی اعتماد، خلوص، اور مہذب مکالمہ ختم ہو جاتا ہے قرآن پاک ارشاد ربانی ہے:

"وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ"[32]

لمس کے منفی معاشرتی اثرات:

لمس کا صحیح استعمال ہمدردی اور تعلق کا ذریعہ ہے، لیکن معاشرے میں جب اس کا استحصال ہو جسمانی ہراسانی، بدسلوکی، اور جنسی جرائم عام ہو جاتے ہیں فرد میں خوف، عدم اعتماد، جیسی نفسیاتی بیماریاں جنم لیتی ہیں، جو باہمی رشتوں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں نفسیاتی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ جسمانی بدسلوکی کا شکار بچے یا خواتین اکثر تنہائی، غصے اور سماجی اجتناب کا شکار ہو جاتے ہیں۔[33]

سونگھنے کی حس کے منفی اثرات:

ماحولیاتی آلودگی، بدبودار فضا یا منفی یادوں سے وابستہ خوشبوئیں مزاج میں بگاڑ، ماضی کے صدمات کی واپسی اور ذہنی بوجھ کا سبب بنتی ہیں سماجی محفلوں میں بے چینی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

چکھنے کی حس کے منفی اثرات:

بے قابو کھانے، فضول خوراک، اور خوراک کے دباؤ جیسے رویے موٹاپا، جسمانی شرمندگی اور ڈپریشن جیسے نفسیاتی مسائل کو بڑھاتے ہیں معاشرتی سطح پر احساسِ محرومی، طبقاتی فرق اور حسد کو فروغ دیتے ہیں، خاص طور پر خوراک کی عدم مساوات کے سیاق میں ماہرین نفسیات کا کہنا ہے بہت زیادہ کھانے کی خرابی نہ صرف فرد کے اندر خود اعتمادی کو ختم کرتا ہے بلکہ وہ سماجی محفلوں سے کٹنے لگتا ہے[34]

حسی صفات اور نفسیاتی مسائل:

اگر حسی صفات میں کمی یا خرابی واقع ہو جائے تو اس کے مندرجہ ذیل نفسیاتی اثرات سامنے آسکتے ہیں حسی کمزوریوں سے فرد دوسروں کے جذبات کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتا ہے، نتیجتاً ہمدردی، محبت یا تعلق کمزور ہو جاتے ہیں نابینا یا بہرے افراد میں معاشرتی روابط کی قلت کی وجہ سے تنہائی، اضطراب یا ڈپریشن جنم لیتے ہیں خاص طور پر بچوں میں سمعی یا بصری حسیات میں کمی تعلیمی مسائل اور خود اعتمادی کی کمی پیدا کرتی ہے شور، تیز روشنی یا ہجوم جیسی صورتیں حساس افراد میں چڑچڑاپن، ذہنی دباؤ یا حسی بیزاری پیدا کر سکتی ہیں یہ کیفیت خاص طور پر آٹزم کے مریضوں میں پائی جاتی ہے۔[35]

ماحصل بحث:

انسانی شخصیت کی نشوونما اور معاشرتی ہم آہنگی میں حسی صفات (بینائی، سماعت، لامسہ، ذائقہ، شامہ) بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ صفات صرف معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ جذباتی، ذہنی اور روحانی توازن کی ضمانت بھی ہیں۔ نفسیاتی طور پر جب انسان پر سکون آوازیں سنتا، خوبصورت مناظر دیکھتا یا محبت بھرے لمس کو محسوس کرتا ہے تو اس کے دماغ میں مثبت کیمیکل متحرک ہوتے ہیں، جو خوشی، سکون اور اعتماد کو فروغ دیتے ہیں تعلیم و تربیت میں بھی حسی تجربات سیکھنے کو مؤثر بناتے ہیں۔ سماعت اور بصارت کے امتزاج سے بچوں میں یادداشت، توجہ اور تخلیقی سوچ بڑھتی ہے معاشرتی سطح پر گفتگو، چہرے کے تاثرات اور جسمانی اشاروں کے ذریعے افراد کے درمیان ربط اور ہمدردی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے، جس سے ایک پرامن اور باہمی احترام پر مبنی معاشرہ وجود میں آتا ہے ماہرین نفسیات کے مطابق، فطری مناظر، خوشبوئیں، اور سماجی لمس (جیسے مصافحہ یا گلے ملنا) فرد کی ذہنی صحت، جذباتی اطمینان، اور خود اعتمادی کو بہتر بناتے ہیں۔ اس لیے معاشرے میں حسی صفات کی تربیت، حسی معذوری کے شکار افراد کی مدد، اور ماحول کو مثبت حسی تجربات سے بھرپور بنانا ایک صحتمند، مربوط اور خوشحال معاشرے کی تشکیل کے لیے ضروری ہے معاشرے میں جب حسی صفات کا منفی استعمال عام ہو جائے تو وہ نہ صرف فرد کی ذہنی و روحانی صحت کو تباہ کرتا ہے بلکہ پورے معاشرے میں غیر اخلاقی روایات، بے حسی، اضطراب، اور رشتوں کا زوال پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا حل صرف فرد کی تربیت نہیں، بلکہ اجتماعی شعور، تعلیم، اور اسلامی اقدار کی ترویج ہے، جو ان صفات کو مثبت سمت میں ڈھال سکے۔

تجاویز و سفارشات

1۔ نفسیاتی اصطلاحات و تعبیرات کے ساتھ جدید قاری کے لیے قابل فہم بنانا عصر حاضر کی علمی ضرورت ہے۔

2۔ تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ عصری تعلیمی اداروں میں حسی و معنوی صفات کی تربیت و شعور کا فقدان ہے اسکول، کالج اور جامعات کے نصاب میں حسی و معنوی صفات کی تربیت کے لیے مخصوص نصابی اجزاء متعارف کروائے جائیں، تاکہ افراد میں اخلاقی، سماجی اور علمی توازن پیدا ہو۔

3۔اس موضوع کو صرف دینیات تک محدود رکھنے کے بجائے نفسیات، سوشیالوجی، تعلیم اور فلسفہ کے شعبوں میں بھی بین المذاہبی تحقیق کا حصہ بنایا جائے۔

4۔انسانی حواس اور اخلاقی صفات ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعے متحرک اور متاثر ہو رہی ہیں میڈیا ماہرین، اسلامی اسکالرز اور ماہرین نفسیات کی مدد سے حسی و معنوی صفات کے تحفظ کے لیے ڈیجیٹل اصول مرتب کیے جائیں۔

5۔پرسنالٹی تھیراپی اور کونسلنگ سائیکالوجی کے شعبوں میں قرآنی صفات پر مبنی ماڈل تیار کیے جائیں تاکہ روحانی اور نفسیاتی توازن قائم ہو سکے۔

حوالہ جات

[1] التین، 95:4۔

Al-Tīn, 95:4.

[2] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار الفکر، 2000ء)، ج8، ص432۔

Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm (Beirut: Dār al-Fikr, 2000 CE), Vol. 8, p. 432.

[3] الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) (بیروت: دار الفکر، 1981ء)، ج32، ص120۔

Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad ibn ʿUmar, Mafātīḥ al-Ghayb (Al-Tafsīr al-Kabīr) (Beirut: Dār al-Fikr, 1981 CE), Vol. 32, p. 120.

[4] القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن (قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 1964ء)، ج20، ص95۔

Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qur'ān (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1964 CE), Vol. 20, p. 95.

[5] الانعام، 6:165۔

Al-Anʿām, 6:165.

[6] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج3، ص210۔

Ibn Kathīr, Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm, Vol. 3, p. 210.

[7] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج7، ص85۔

Al-Qurṭubī, Al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qur'ān, Vol. 7, p. 85.

[8] الاسراء، 17:70۔

Al-Isrāʾ, 17:70.

[9] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج5، ص102۔

Ibn Kathīr, Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm, Vol. 5, p. 102.

[10] الرازی، مفاتیح الغیب، ج20، ص215۔

Al-Rāzī, Mafātīḥ al-Ghayb (Al-Tafsīr al-Kabīr), Vol. 20, p. 215.

[11] الشوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر (بیروت: دار المعرفۃ، 1997ء)، ج3، ص245۔

Al-Shawkānī, Muḥammad ibn ʿAlī, Fatḥ al-Qadīr (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1997 CE), Vol. 3, p. 245.

[12] البقرۃ، 2:30۔

Al-Baqarah, 2:30.

[13] الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن (بیروت: دار الفکر، 1985ء)، ج1، ص215۔

Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Jāmiʿ al-Bayān fī Tafsīr al-Qur'ān (Beirut: Dār al-Fikr, 1985 CE), Vol. 1, p. 215.

[14] الرازی، مفاتیح الغیب، ج2، ص180۔

Al-Rāzī, Mafātīḥ al-Ghayb (Al-Tafsīr al-Kabīr), Vol. 2, p. 180.

[15] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج1، ص80۔

Ibn Kathīr, Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm, Vol. 1, p. 80.

[16] البقرة، 2:31۔

Al-Baqarah, 2:31.

[17] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج1، ص82۔

Ibn Kathīr, Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm, Vol. 1, p. 82.

[18] الرازی، مفاتیح الغیب، ج2، ص185۔

Al-Rāzī, Mafātīḥ al-Ghayb (Al-Tafsīr al-Kabīr), Vol. 2, p. 185.

[19] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج1، ص215۔

Al-Qurṭubī, Al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qur'ān, Vol. 1, p. 215.

[20] الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات (بیروت: دار المعرفۃ، 1997ء)، ج2، ص45۔

Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā, Al-Muwāfaqāt (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1997 CE), Vol. 2, p. 45.

[21] الممتحنۃ، 60:8۔

Al-Mumtaḥanah, 60:8.

[22] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج8، ص110۔

Ibn Kathīr, Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm, Vol. 8, p. 110.

[23] الحجرات، 49:13۔

Al-Ḥujurāt, 49:13.

[24] الرازی، مفاتیح الغیب، ج28، ص95۔

Al-Rāzī, Mafātīḥ al-Ghayb (Al-Tafsīr al-Kabīr), Vol. 28, p. 95.

[25] احمد بن حنبل، المسند (بیروت: دار الفکر، 2001ء)، حدیث نمبر 4568۔

Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad Aḥmad (Beirut: Dār al-Fikr, 2001 CE), Hadith No. 4568.

[26] ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری (بیروت: دار الفکر، 2000ء)، ج13، ص125۔

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī, Fatḥ al-Bārī (Beirut: Dār al-Fikr, 2000 CE), Vol. 13, p. 125.

[27] الزمر، 39:9۔

Al-Zumar, 39:9.

[28] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج15، ص180۔

Al-Qurṭubī, Al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qur'ān, Vol. 15, p. 180.

[29] الانعام، 6:151۔

Al-Anʿām, 6:151.

[30] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار الفکر، 2001ء)، کتاب الحج، باب خطبۃ النبی ﷺ فی حجۃ الوداع، حدیث نمبر 1739۔

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Beirut: Dār al-Fikr, 2001 CE), Kitāb al-Ḥajj, Bāb Khuṭbat al-Nabī ﷺ fī Ḥijjat al-Wadāʿ, Hadith No. 1739.

[31] النووی، یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم (بیروت: دار الفکر، 2000ء)، ج11، ص210۔

Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim (Beirut: Dār al-Fikr, 2000 CE), Vol. 11, p. 210.

[32] الحجرات، 49:11۔

Al-Ḥujurāt, 49:11.

[33] الحجرات، 49:11۔

Al-Ḥujurāt, 49:11.

[34] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج16، ص310۔

Al-Qurṭubī, Al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qur'ān, Vol. 16, p. 310.

[35]المائدۃ،5:8۔

Al-Mā’idah, 5:8.

[36]السعدی، عبدالرحمن بن ناصر، تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان (بیروت: دار الفکر، 2000ء)، ص145۔

Al-Saʿdī, ʿAbd al-Raḥmān ibn Nāṣir, Taysīr al-Karīm al-Raḥmān fī Tafsīr Kalām al-Mannān (Beirut: Dār al-Fikr, 2000 CE), p. 145.

[37]التین،95:5۔

Al-Tīn, 95:5.

[38]ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج8، ص433۔

Ibn Kathīr, Tafsīr al-Qur’ān al-ʿAẓīm, Vol. 8, p. 433.

[39]الانفال،8:22۔

Al-Anfāl, 8:22.

[40]القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج8، ص45۔

Al-Qurṭubī, Al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qur’ān, Vol. 8, p. 45.

[41]الاعراف،7:179۔

Al-Aʿrāf, 7:179.

[42]الرازی، مفاتیح الغیب، ج14، ص250۔

Al-Rāzī, Mafātīḥ al-Ghayb (Al-Tafsīr al-Kabīr), Vol. 14, p. 250.